

Yashoda Girls' Arts & Commerce College, Nagpur



Department of Urdu

Assignment

Session: 2019 – 2020

Yashoda Girls' Arts and
Commerce College

Name: Feena Reshbar.

Class: B.A IInd year (4th sem)

Subject: Urdu Compulsary.

Topic: Munshi Prem chand

2019 - 20

Subject Teacher: Dr. Sameera Momin




Principal
Yashoda Arts & Commerce
College, Bachel. Nagar, Jaipur-18

منشی پریم چند

نام :- دھند رائے قلمی نام پریم چند

پیدائش :- ۱۳ جولائی ۱۸۸۵ کوٹھیہ ضلع میں بنارس

وفات :- ۸ اکتوبر ۱۹۳۶ بنارس میں بمبئی -

تصانیف :- ناول :-

نیم خرما و نیم خواب جلوہ ابتداء بیوہ ،
بازار حسن ، گوشتہ عاقبت ، لڑملا ، غلبہ ، چوگان
بیتی ، پردہ حجاز ، میدان نمل ، سودان ، منقل سورت

افسانوی مجموعہ :-

سوز وطن ، پریم جیسی ، پریم بیتی ، خاک پر دان
خواب و خیال ، پریم جیسی ، آخری آنحضرت ، زار راہ ،
دور کو کی قسمت ، آوار ذات ،

اردو ناول کی بنیاد تو مولوی نذیر احمد کے مہا اہل یا حقوں
سے اسی دن آگے دیا گیا تھا۔ جب انھوں نے ۱۸۹۹
میں انجی بارگاہ تصنیف و تراجم العربیہ سے مکمل کیا تھا۔
لیکن اس کے بعد انھوں نے اور قابل رسک بلذلوں
کو چھو لینے کے لئے انتظار کیا۔ ایک غظیم فن کار کا
جس کے ہاتھوں کاٹس اس تصنیف میں اجاگر کر دیے۔
اور عوار دو ناولوں کو عالمی ادب کے لئے نثر افسانوی
باروں کے ہم پلہ بنا دیے۔ آخر کار پریم چند نے یہ
کار نامہ انجام دیا۔ ۱۹۰۷ میں جب انھوں نے قلم
اٹھایا تو بنارس کے افسانوی ادب کی حالت کچھ
خاص قابل ذکر نہ تھی۔ مگر چند نے ۱۹۳۶ میں



صورت نے ان کے باخقوں سے قلم چھینا تو اردو ناول و
افسانہ کی شان ہی کو اور قلمی

پریم چند کا سب سے بڑا اعلان نامہ یہ ہے کہ
انھوں نے عام انسان بلکہ خاص طور پر انسان کو اپنا
بلیو بنایا۔ ان سے آزاد اور مزرا یا دیار سنوا
اور مولوی نذیر احمد کے کردار پر شکر و غلام زندگی سے
قریب ہیں مگر ان میں سے زیادہ تر کا تعلق ادب
یا متوسط طبقہ سے ہے۔ پریم چند نے پہلی بار عام
آدمی یعنی غریب طبقہ کے لوگوں اور مسائل کے
اپنے ناولوں اور افسانوں میں مرکزی جگہ دے دی۔ انہیں
تعداد کے لحاظ میں پریم چند نے اس عام انسان
کو ناولوں سے بڑھ کر افسانوں اور پرستان کی
سیروں سے زیادہ دلنوازی بخشی ہے۔

پریم چند سے پہلے شہری زندگی ہی ہمارے فنکار کی
لوہا کا مرکز تھی۔ پریم چند نے دیہات اور دیہات کے
مسائل پر قلم اٹھایا ان سے پہلے ہمیں ہندوستانی
کاؤں کا ذکر آتا تھا۔ تو اس طرح جسے شاعری
کی جا رہی ہے۔ مطلب یہ کہ کاؤں کے مسئلے میں نہ
خیال عام تھا۔ کہ وہاں کہلاتے ہوئے سر سبز و شاداب
معتد بہ۔ وہاں کا فضا ہمیشہ خوشگوار اور موسم
سدا بہار رہتا ہے۔ زندگی نہ سلون ہے۔ کاؤں کی
یہ قرضی گفتگو پر گفتگو والے وہ ایل قلم تھے۔ گفتگو نے
کاؤں کو دور سے دیکھا تھا۔



دیہاتی زندگی :-

پریم چند دیہاتی زندگی سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ ان کے ایک نثر (عزت بلیڈم) خاندان سے ان کا تعلق تھا۔ اور وہ خود غریبہ تنگ دستی کی زندگی گزار چکے تھے۔ ان سے یہ زیادہ کون سا حد قلم اس حقیقت سے واقف ہو سکتا تھا۔ کہ یہ ہندوستان کی ان بیلے وقت کے تھیں تین ظالموں کے ظلم کا نشانہ تھے یہ ظالم ہیں زمیندار، میا جین اور ایرویت زمیندار۔ یہ طرح کیساں کا خون چوسنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ہاں نہ رہا ز سے غریب کیساں سے اس کے گائے کے گائے کے گائے کی لٹائی اٹھنے چاہتا ہے۔ فعل میں تو پھر حقہ اسی کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی وہ کسی نام سے نذرانہ وصول کرتا رہتا ہے۔ غریبہ اور تنگ دستی اسے بار بار عرض کرتے پر مجبور کرتا ہے۔ اور قرض دینے کے لئے گاؤں میں میا جین موجود ہے وہ سود و رتھو کا ایسا چکر چلاتا ہے جس سے کیساں بھارتانہ پاسکے۔ شیعہ ذات شریف پر ہمتا کی ہے جو ملہی رسم و رواج کے بہانے اپنے الو سود کا کرتا ہے۔ کہ ایسا ہی شخص میں یہ تینوں صفتیں ہو جاتی ہے۔

سماجی نا انصافی :-

سماجی نا انصافی اور نا برابری دوسرا اہم مسئلہ ہے۔ جو پریم چند کی نثر کا مگر کثرت بنا۔ اس کے ہم آہنگی لیکن اس کے اثر میں شعور بھارت کا مسئلہ پورا دراز ناکی تھا۔ ایک طبقے کے ایسا نا پاک خیال ہوا جاتا تھا۔ اور افیسو سی سی اعلیٰ آج بھی سماج جاتا ہے کہ اس طبقے کے سی فرد سے جمع جانے والا خود کو بھی ناپاک سمجھتا تھا۔



آدرش والہ :-

آدرش والہ کا سبق پریم چند نے مہاتما
 گاندھی اور گاندھی سے سیکھا اپنی دونوں زندگیوں
 کا نشانہ ہے کہ اخلاقی قدروں پر پریم چند مکمل
 ایمان رکھتے تھے۔ یہ مہاتما گاندھی کی اپنی مہاتما
 اثر ہے۔ کہ وہ بڑوں کے دل بدل کر بڑی قوم بنا کر
 چاہتے ہیں۔ وہ اصلاح پسند ہیں اصلاح کے
 ذریعے وہ ساری دنیا کو جنت کا ثمن بنا دینا
 چاہتے ہیں۔ یہ انسان دوستی پریم چند کی فکر کا
 بنیادی عنصر ہے اور یہی سبب ہے کہ حقیقت
 پسند ہونے کے باوجود وہ اکثر آدرش والہ
 ہو جاتے ہیں۔ پریم چند کے اثر کے دار اپنے ذاتی
 نفع و نقصان کو بالائے طاق نہ دیکھنے کے
 دلوں سے رکھی اور دوسروں کے سکو سے سکی
 ہوتے ہیں۔ وہ انسان کے سارے دلوں میں کراس
 بلند قامت اور سر بلند بنا دینا چاہتے ہیں۔
 غربت سے نجات اور انسانی مساوات ان کا
 آدرش ہے۔ غورتوں اور بیواؤں کے ساتھ نا
 انصافی انہیں اذیت پہنچاتی ہے۔ فرقہ وارانہ
 ذہنیت کو وہ ملل کے لئے مہلک خیال کرتے ہیں
 سماج کے ریلوں میں جو خرابیاں زیر کی
 طرح سرایت کرتے ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف وہ
 سراسر آواز اٹھاتے رہے۔ وقت گزرنے
 نہایت سہ آواز بگائے ہیں اور ہمیں کی تلخی
 پر حقیقی علی کی۔ آخری ایام کی محرابوں میں
 طنز کی شدت بہتہ نمایاں ہے۔



حقیقت نگاری :-

پریم چند کے ناول و افسانہ کی اس سیر سے
اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان کی حقیقت نگاری
سب سے مختلف ہے۔ پریم چند نے جس حقیقت
کی تصویر کشی کی وہ کمالوں سے نہیں بلکہ اصل
زندگی سے اخذ کی گئی ہے انھوں نے ہندوستان
کے غریبوں کا سنا سنا یا حال نہیں بلکہ خود
ان سے نانا جوڑا ان کے درمیان رہے۔ ان کے
مسائل و مصائب کو سمجھنا کمالوں اور مزدوروں کی
کو پاس پریم چند کے ناولوں اور افسانوں میں لپی
ہوئی ہے۔ اس لیے انھوں نے کہا ہے کہ

”اگر آپ دیہات کے کسی گھر کا نقشہ کھینچ رہے
ہیں تو جب تک آپ افسانہ میں گولہ کی گولہ اور
تھوڑے سے کھینکی پڑھنے والوں کو محسوس نہ ہو
اس وقت تک یہ منظر کشی کامیاب نہیں کی جا سکتی

سادہ نگاری :-

پریم چند نے حقیقت و اصلیت کی تصویر
کشی کے لئے قلم کا استعمال کیا۔ مطلب یہ کہ انھوں
نے حقیقی اور اصلی زندگی کی سادھے سادھے لفظوں
میں جتنی جاگتی تصویر اتار دی۔ یہی وہ صفت
ہے جس نے ان کی تحریر میں جلا و جلال پیدا
کر دیا۔ ان سے بلکہ میرا ملک اور غالب نے اپنی
تحریروں سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ بیان کی
سادگی عبادت میں محجب لطف پیدا کر دیتی ہے۔
اس کے باوجود ہمارے ادیب لفاظی اور عبادت
آداری کے بندے سے بوری طرح مختلف ہیں۔
یہ سادگی ہے۔ استعارہ وہ تثر کے استعمال

اور شیر بن بیاتی کے وہ حد سے زیادہ الجھت دیتے تھے۔ اس لئے ان کی لٹری میں شخص بیدار ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس بریم جینز کی زبان سادہ ہے لفظ اور فطری ہے۔ البتہ ابتدائی زمانے کی لٹری عرب سے یا کاپیوں سے اس وقت وہ عربی و فارسی کے لفظ اور ناموں سے الفاظ زیادہ استعمال کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ خامی دور ہوئی گئی۔ اپنی لکھنے کی زبان کے آخری دور میں بریم جینز اور آسٹن زبان لکھنے لگے تھے۔ لہذا ان اس کی بہترین مثال ہے۔

پلاٹ :-

پلاٹ کی تیاری میں بریم جینز کی سطور خاص توجہ کرتے تھے وہ خوب جانتے تھے کہ فن ناول نگاری کے مطالبات کیا ہیں۔ انھیں پوری طرح احساس تھا کہ پلاٹ ناول کی ریت کی بجائے یہ نہ ہو تو ناول کہ تجارت ادا نہیں سکتی۔ اس لئے انھوں نے اپنے پرنٹوں کے پلاٹ کا منصوبہ پورے غور و فکر کے ساتھ تیار کیا۔ ان کے کمزور ناول بھی پلاٹ کے نقطہ نظر سے پوری طرح کامیاب ہیں۔ ”پردہ حجاز“ کا پلاٹ دوپہا ہے۔ اس لئے یہاں میں فقور اور الجھاؤ پیدا ہو گیا ہے۔ کمزور ناول میں ان عمل اور جو کو ان بیٹی کے پلاٹ نہایت جیت اور سزول ہیں۔



گردار نگاری :-

گردار نگاری میں یہ رسم عین زریعہ و متعارفانہ
 مہارت و مانتوں کا دیا ہے۔ گردار نگاری ملتوں
 کی بڑھتی پڑتی ہے۔ نا اول و اقصانہ انسان کی
 سرگزشت ہے۔ اور اسی سرگزشت کو مرکز
 بنا کر فنکارانہ سیرا کی مانتوں کی سیر کر
 دیتا ہے۔ لیکن یہ سرگزشت اسی وقت ترسش
 و پرتا پرتی ہو سکتی ہے۔ جب وہ حقیقی انسانوں
 سے تعلق رکھتی ہو۔ حقیقی انسان اپنی زندگی کا
 مالک و آبا بلوتا ہے۔ اور اپنی ایک ہستی رکھتا ہے۔
 جو گردار فن کار کے ہاتھ میں لگا بدلیوں کی طرح
 حرکت کرتے ہیں۔ ان میں جاڑبیت نہیں ہوتی۔
 سرور الگوئی کے لئے فنکار کے ساتھ کھڑا
 وہ میں گردار تخلیق فرم کرتا ہوں۔ مگر اظہق آزار
 چھوڑ دیتا ہوں وہ گردار جہاں جاہتے ہیں۔
 چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی حال یہ رسم عین کا ہے۔
 ان کے گردار مولوی نذیر احمد کے گرداروں کی
 کی طرح مٹی کے مادہ ہوتے ہیں۔ حالات و احوال کے
 مطابق ان میں تبدیلی ہوتی ہے۔ عام انسانوں نے مجمع
 سے یہ رسم چند نے اسے جانتے گردار وضع کئے ہیں۔
 کہ قرانی آئینہ باران کے بارے میں بڑھ لے تو
 زندگی اظہق ہفتا نہیں سلوتا۔ بلوری ہفتا
 سلیمت، امیر کانت، شکر، گردار وغیرہ
 فقاہر جن سنگھ اور بے شمار اسے زندہ
 جاوید گردار ہیں۔ جو وہ رہ کر ہمیں یاد آتے ہیں۔
 اور محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے اس کے بارے میں
 صرف پڑھا نہیں بلکہ ان سے ملے ہیں اور ان
 کے ساتھ رہے ہیں۔



پر ہم عید کے ناولوں میں سے کہو یہ ہیں جلوه
 ایثار، بلوہ، بازار حسن، گوشہ عاقبت،
 غنیمت، جوگان ہستی، پردہ، حجاز، میدان عمل
 اور گلو زبان اگلے دور کے ناول ہیں اور اس
 وقت کے بعد گدے عید ان کرفن میں تختگی نہیں آتی تھی۔
 بازار حسن، گوشہ عاقبت، اور غنیمت دوسرے
 دور کے ناول ہیں۔ بازار حسن سٹیٹ میں آیا اور متوسط
 طبقے کی زندگی سے سروکار رکھتا ہے۔ عصمت و فروسی
 کو اس ناول میں علامتوں کا نشانہ بنا یا گیا ہے۔
 آخر میں طوائفین گناہ کی زندگی سے توبہ کر تے
 ہیں۔ دلوں کے بدیلی کرنے بدی کا خاتمہ کر دینا
 پر ہم عید کا مخصوص انداز ہے "گوشہ عاقبت
 کا موقوعہ محنت کش طبقے کی زندگی اور ان کے
 بنیادی مسائل ہیں۔ ان میں بدوستی کی زندگی
 کی بھر پور مرقع کشی کی گئی ہے۔ غنیمت اعتبار سے بھی
 یہ ناول بہت اہمیت رکھتا ہے۔ "غنیمت" ایک
 بھر بلو اور معاشرتی ناول ہے۔ زلور اور آرائش کا
 شوق جو متوسط شناخت ہے۔ یہاں اسے طنز کا نشانہ
 بنا یا گیا ہے۔

or

Principal
 Rashodi Girls Arts & Commerce
 College, Sneh Nagar, Nagpur-15



Yashoda Girls' Arts & Commerce College, Nagpur



Department of Urdu Literature

Assignment

Session: 2019 – 2020

YASHODHA GIRLS ARTS AND
COMMERCE COLLEGE.

Assignment-01+02
2019-20

NAME: Taherim Fatema.

Topic: Munshi Prem Chand

Subject: Urdu literature

class: B.A Ist year.

Sub teacher: Dr. Sameera Momin.



Principal
Signature
Principal
Yashoda Girls Arts & Commerce
College, Sneh Nagar, Nagpur-15

منشی پریم چند

نام: منشی پریم چند کا پیدائشی نام دھنیت رائے تھا۔ اور قلمی نام منشی پریم چند تھا۔

پیدائشی: منشی پریم چند کی پیدائشی ۱۳ جولائی ۱۸۸۵ء کو ضلع بنارس میں ایک گاؤں کو لمبی میں ہوئی۔

وفات: ان کی وفات ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں بنارس میں ہوئی۔

تصانیف: = ناول: نیم خرمیا و نیم خواب، جلوہ انار، بیوہ بازار حسن، لوستہ عافیت، نرملہ، عنبر، چوگان بستی، پردہ حجاز، میدان، گنودان، مشکل سوتل

افسانوی مجموعہ: سوز وطن، پریم جیسی، پریم بستی، خاکا پروانہ، خواب و خیال، پریم ہالکی، آخری تحفہ، زار راہ، دور کی عیبت، واردات۔

اردو ناول کی بنیاد مولوی نذیر احمد کے مبارکہ یا قہوں سے اسی دن رکھ دیا گیا تھا۔



جب انھوں نے ۱۸۶۹ء میں اپنی یادگار تصنیف
صراۃ العروس من مکمل تھی۔ لیکن اس عمارت کو
انھنے اور قابل رشک بلڈیوں کو مجموعے کے لئے
انتظار تھا۔ ایسا عظیم فن کار کا۔ جس کے ہاتھوں
کا اس میں صنف میں جان ڈال دے۔ اور
جو اردو ناولوں کو عیسائی ادب کے سٹر پاروں
کے ہم پلہ بنا دے۔ آخر کار یریم جلد کے نام
کا نامہ انجام دیا ۱۹۰۷ء میں جنہاں انھوں نے قلم
اٹھایا تو ہمارے اقبالی ادب کی حالت کھ
خاص قابل ذکر نہ تھی۔ مگر بعد ۱۹۳۶ء میں موت
نے ان کے ہاتھوں سے قلم جمعیتا تو اردو ناول و
اقتدار کی نشان دہی اور تھی۔

یریم جلد کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے
کہ انھوں نے عام انسان بلکہ خاص طور پر کسان
کو اپنا پیر و بنایا۔ ان سے آزاد اور مراد آبادی
رستوں اور مولوی نذیر احمد کے کردار کے شکل و
عام زندگی سے فریب ہیں۔ مگر ان میں سے
زیادہ تر عام لفظ اور نئے یا متوسط طبقے سے
یہ یریم جلد نے پہلی بار عام آدمی یعنی غریب
طبقے کے لوگوں اور کسانوں کے اپنے ناولوں اور
افسانوں میں مرکزی جگہ دی۔ ایسا تقاریر کے الفاظ
میں یریم جلد نے اس عام انسان کو شہزادوں سے
بڑھ کر حکیم اور پیرستان کی بیروں سے زیادہ
دلگوازی بخشی ہے۔

یریم جلد سے بلکہ شری زنگی ہی ہمارے عقیدے
کی توجہ کا مرکز تھی یریم جلد نے دیہات اور
دیہات کے مسائل پر قلم اٹھایا ان سے پہلے



ہمیں بنیادوں کی گاؤں گاؤں کا ذکر ہوتا تھا۔ تو اس طرح جسے
 سزا مگر عی کی حالت ہی ہے۔ مطلب یہ کہ گاؤں کے
 مسئلہ میں یہ خیال عام تھا۔ کہ وہاں پہلا تر ہونے
 سے پہلے وہ سزا دے کہہ دیتے ہیں۔ وہاں کی فضا ہمیشہ
 خوشگوار اور موسم سردا بہار رہتا ہے۔ زندگی
 پر سکون ہے۔ گاؤں کی یہ فریضی تصویر کہہ سکتے ہیں
 وہ اہل قلم فقیر۔ محسوس ہے گاؤں کو دور سے دیکھا
 تھا۔

دیہاتی زندگی:

پریم چند دیہاتی زندگی سے گہری واقفیت
 رکھتے تھے۔ دیہات کے ایک ذراعتی، تیلیتہ خاندان
 سے ان کا تعلق تھا۔ اور وہ خود غریب تنگ
 دستی کی زندگی گزارتے تھے۔ ان سے زیادہ
 کون سا صاحب قلم اس حقیقت سے واقف
 ہو سکتا تھا۔ کہ یہ بنیادوں کی کسان بیک وقت
 تین نظاموں کے نظام تھا۔ نشانہ سے یہ نظام ہیں
 زمیندار، مہاجن اور اہل ویتہ زمیندار پر طرح
 کسان ماحول چوسنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور
 بہانہ بہانہ سے غریب کسان سے اس کے
 گاؤں سے شہر کی کھائی، اینٹینا جاہتا تھا۔ عمل
 میں تو تڑا چھ اسمی کا بیوتا ہے۔ لیکن اس کے
 علاوہ بھی وہ کسی نہ کسی نام سے نذرانہ وصول
 کرتا رہتا ہے۔ غریب اور تنگ دستی اسے
 بار بار قرض لینے پر مجبور کرتا ہے اور
 قرض دینے کے لئے گاؤں میں مہاجن کو جولا ہے
 وہ سرور سورا کا ایسا جگر جلا تلیہ۔ جس سے
 کسان محالہ نہ پاسکے۔ تیری ذرات مشرف و پر
 کی ہے جو مذہبی رسم و رواج کے لیے اپنے
 اوسیدہ کرتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ
 اہل میں ہوتی ہے۔

سماجی نا انصافی :-

سماجی نا انصافی اور نا برابری دوسرا اہم مسئلہ ہے۔ جو پریم جینڈی توجہ کا مرکز بنا۔ اس کا ہم سبھی لیکن اس زمانے میں جموں جموں کاٹھواں مسئلہ اکثر درنا کا تھا۔ اس طبقے کے اینڈا نا یا کی خیال کیا جاتا تھا۔ (اور فیسوس سٹی حد تک آج بھی بنا جاتا ہے۔) اس طبقے کے سبب سے جموں جانے والا غور کو بھی تاہم سمجھنا تھا۔

آدرش واد

آدرش واد کا سبب پریم جینڈی نے مہاتما گاندھی اور ٹالسٹائی سے سیکھا انہی دو کون بزرگوں کا فیضان ہے کہ اخلاقی قدروں پر پریم جینڈی مکمل ایمان رکھتے تھے۔ یہ مہاتما گاندھی کی اینڈا نا کا اثر ہے کہ وہ برون کے دل پران کر ہی کو منانا چاہتے ہیں۔ وہ اصلاح پسند ہیں۔ اصلاح کے ذریعہ وہ ساری دنیا کو جنت کا خون بنا دینا چاہتے ہیں۔ یہ اشران دوستی پریم جینڈی کی فکر کا بنیادی عنصر ہے اور یہی سبب ہے کہ حقیقت پسند ہونے کے باوجود وہ اثر آدرش وادی ہو جاتے ہیں۔ پریم جینڈی کے اکثر کردار اپنے ذاتی نفع و نقصان کو بالائے طاقت رکھ کر دوسروں کے دکھ سے دکھ اور دوسروں کے سیکھ سے سیکھ ہو جاتے ہیں۔ وہ انسان کے سارے دکھ منانے سے بلند قامت اور سر بلند بنا دینا چاہتے ہیں۔ یہ غربت سے نجات اور انسانی مساوات ان کا آدرش ہے۔ غورگوں اور بلواؤں کے ساتھ نا انصافی افسوس آذیت پسندی ہے۔ فرقہ وارانہ ذہنیت کو وہ ملکا کے نئے مہنگے خیال کرتے ہیں۔ سماج کے

میں جو خرابیاں زہر کی طرح سر ایتھارے ہوئے ہیں۔
ان کے خلاف وہ برابر آواز اٹھاتے رہے۔ وقت
گزرنے گزرنے کے ساتھ اس آواز کا نیکہ اپنا اور
ہمے کی تلخی بڑھتی چلی گئی۔ آخر عاریم کی تحریروں
میں طنز کی شدت بہت نمایاں ہے۔

حقیقت نگاری :-

پریم چند کے ناول داستان کی سر سے ایم
حصہ مبارک ہے۔ کہ ان کی حقیقت نگاری
سر سے سے مختلف ہے۔ پریم چند نے جس
حقیقت کی تصویر کشی کی وہ کتابوں سے نہیں
بلکہ اصل زندگی سے اخذ کی ہے۔ انھوں نے ہندوستان
کے غریبوں کا سنا سنا حال نہیں لکھا بلکہ خود
ان سے سنا سنا جوڑا ان کے درمیان رہے۔ کہ ان
کے مسائل و مصائب کو سمجھا لکھنا اور مزدوروں
کی گویا سر پریم چند کے ناولوں اور داستانوں
میں بستی پڑتی ہے۔ اس لئے انھوں نے کہا ہے کہ
” اگر آج کے حالات کی سچائی کا لفظ
ہمیں ہے ہیں کہ جب تک آج کے داستان میں گویا
کو اور جو سر سے کی مثالیں بڑھتی رہیں تو کسوس
نہ پڑے اس وقت تک یہ منظر کشی کامیاب نہیں
کی جا سکتی۔ “

سادہ نگاری :-

پریم چند نے حقیقت و اصلیت
کی تصویر کشی کے لئے قلم کا استعمال کیا۔ مطلب
یہ کہ انھوں نے حقیقی اور اصلی زندگی کی تصویر کشی
سیرکھ سے سیرکھ سے سادہ لفظوں میں ہی کی
تصویر اتاری۔

سادہ نگاری

یہی وہ صفت ہے۔ جس نے ان کی
 تحریر میں جادو کا سا اثر پیدا کر دیا۔ ان سے
 پہلے میرزا من اور غالب نے ایسی تحریر سے یہ
 ثابت کر دیا تھا کہ بیان کی سادگی عبارت
 میں محسوس کٹاف پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے
 باوجود ہمارے ادیب لفاظی اور عبارت آرائی
 کے جگر لوری طرح محسوس نہیں یا سکتے تھے
 استعارہ تشبیہ کے استعمال اور شہین بیانی
 کے وہ حد سے زیادہ اہمیت دیتے تھے لوری
 طرح محسوس نہیں یا سکتے تھے۔ استعارہ
 و تشبیہ کے استعمال اور شہین بیانی کے وہ حد سے
 زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ اس لئے ان کی لہجہ میں
 لہجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے برعکس ہر
 جگہ کی زبان سادہ ہے لہجہ اور قوی ہے۔
 اللہ ابتدائی زمانے کی لہجہ عیب سے پاک
 نہیں۔ اس وقت وہ عربی و فارسی کے تھیل
 اور نامالوس الفاظ زیادہ استعمال کرتے تھے۔
 رفتہ رفتہ یہ غلامی دور ہوئی گئی۔ اللہ
 تصنیف و نگاری کے آخری دور میں بے حد لہجہ
 اور آسان زبان لکھنے لگے تھے۔ کنوڑان اس کی
 بہترین مثال ہے۔



بلاٹ :-

بلاٹ کی تیاری میں پریم جنڈا کی سطور
 خاص تو جہ کرتے تھے وہ خوب طے بنتے تھے۔
 من ناول نگاری کے مطالبات کئے ہیں۔ انہیں
 پوری طرح احساس تھا کہ بلاٹ ناول کی
 لڑکھ کی پڑی ہے۔ یہ نہ بیوقوفوں کی
 بھارت اٹھ ہی نہیں سکتی۔ اس لئے
 انہوں نے اپنے ہر ناول کے بلاٹ کا منصوبہ پوری
 غور و فکر کے ساتھ تیار کیا۔ ان کے کمزور
 ناول بھی بلاٹ کے نقطہ نظر سے پوری طرح
 کامیاب ہیں۔ "پردہ حجاز" کا بلاٹ دوسرا
 ہے۔ اس لئے کہانی میں قصور اور الجھاؤ پیدا ہو
 گیا ہے۔ گنودان میلان محل اور جو گوان پستی
 کے بلاٹ نیابت و حسرت اور سنزول ہیں



کردار نگاری :-

کردار نگاری میں پریم چند نے بڑی فنکارانہ مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ کردار نگاری فنکشن کا بڑھ کر بڑی ہے۔ ناول و افسانہ انسان کی سرگزشت ہے۔ اور اسی سرگزشت کو مرکز بنا کر فنکار ہمیں ساری کائنات کی سیر کر دیتا ہے۔ لیکن یہ سرگزشت اسی وقت کرکٹیں و پرتا کر سیکو سکتی ہے۔

جدوں حقیقی انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ حقیقی انسان انہی زندگی کا مالک ہے جو تائی اور انہی اپنی لکھتا ہے۔ جو کردار نگار کے ہاتھ میں کئی پتلیوں کی طرح حرکت کرتے ہیں۔ ان میں جازیبیت نہیں ہوتی ہے۔

سر و انوار الیوانے بڑے فخر کے ساتھ کہا تھا کہ "میں کردار تخلیق ضرور کرتا ہوں، مگر انہیں آزاد چھوڑ دیتا ہوں وہ کردار جہاں جاتے ہیں۔ مجھے لے جاتے ہیں۔" یہی حال

پریم چند کا ہے۔ ان کے کردار مولوی نذیر احمد کے کرداروں کی طرح صفا کے مادھو نہیں۔ حالات و واقعات کے مطابق ان میں تبدیلی ہوتی ہے۔ عام انسانوں کے جمع سے پریم چند نے اسے چند جگہ کردار واقع کر لیا ہے۔

کہ قاری ایک بالہ ان کے بارے میں پڑھ لے تو ساری زندگی اظہیر پھلا نہیں سکتا۔

پوری، کولہ، جھینا، سلیم، اقر علی، نعلی، کادالو، کھاکر، جن سنگھ اور شمار اسے زندہ جاوید کردار ہیں۔



جو وہ رہ کر ہمیں یاد آتے ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے اس کے بارے میں صرف پڑھا نہیں بلکہ ان کے ملے ہیں اور ان کے ساتھ رہے ہیں۔

پریم چند کے ناول میں سے کچھ یہ ہیں۔ جلوه ابتکار، بنوہ، بازار حسن، گوشہ عافیت، عین جوگان ہستی، پردہ، محجاز، میدان عمل اور گنواران ایلے دوڑ کے ناول ہیں اور اس وقت تک کہ گنواران کے فن میں پچھلی نہیں آتی تھی۔ بازار حسن، شہر میں آبار متوسط طبقہ کی زندگی سے سروکار رکھتا ہے۔ عصمت و فروشی کو اس ناول میں ملامت کا نشانہ بنا لیا گیا ہے آخر میں طوائفین کا نشانہ لیا گیا ہے تو یہ کہہ سکتے ہیں۔ دلوں کے تبدیل کرنے کی باری کا خالق ہے۔

گنواران پریم چند کا مخصوص اثر ہے۔ گوشہ عافیت، تمام صنوع محنت و کوشش طبقہ کی زندگی اور ان کے بنیادی مسائل ہیں۔ ان میں بیزو ہستی، زندگی کی بھری یور صرف ہستی کی کمی ہے۔ عینی اعتبار سے بھی یہ ناول بہت اہمیت رکھتا ہے۔ "عین" ایک گھمبیلو اور معاشرتی ناول ہے۔ زور اور آتش کا شوق کچھ متوسط طبقہ کا ہے۔ یہاں اسے طنز و طعنے کا نشانہ بنا لیا گیا ہے۔

Principal

Shri Mata's Girls Arts & Commerce
College, Bhub Nagar, No. 7, 11-15